قدرتی ماحول کی تباہی، شہد کی مکھی اور اسلامی تعلیمات

مجرد

جدید دور کی انسان مرکز سوچ نے قدرتی ماحول کے توازن کو بگاڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ انسان کی اسی سوچ نے دنیا کے قدرتی نظام میں وہ رخنہ اندازی کی ہے کہ خود انسان کا اپنا وجود خطرے کی زد میں آنے لگا ہے۔ اس خطرے سے نکلنے کے لیے ضروری ہے کہ کائنات کی تمام مخلوقات کے حقوق کی کا احترام کیا جائے۔ اور قدرت کے ساتھ اپنا رشتہ دوبارہ جوڑنے کی کوشش کی جائے۔ کائنات کے دیگر اجزاء کی طرح شہد کی مکھی بھی جزو لاینفک ہے۔ انسانوں، پرندوں اور جانوروں کی طرح شہد کی مکھی بھی اللہ پاک کی امت ہے۔ اور زمین کے توازن کو برقرار رکھنے میں ایک اہم حصہ دار ہے۔

نتاشہ اعجاز

بی ایس اردو ہفتم

گورنمنٹ گریجوایٹ تعلیم السلام کالج چناب نگر

رب کریم نے کائنات میں کوئی چیز بغیر مقصد اور بے فائدے کے نہیں بنائی۔ کائنات کی ہر چیز کا کوئی نہ کوئی مصرف اور مقصد ضرور ہے۔ اس سے قطع نظر کہ کچھ چیزوں کی افادیت واہمیت ہماری انکھوں کے سامنے روشن اور کچھ کی پوشیدہ ہے ۔اسی طرح کائنات کے تمام اجزاء ایک دوسرے سے باہم متصل اور پیوست ہیں کسی بھی جزو کی کمی یا عدم موجودگی ایک خلل ضرور پیدا کرتی ہے اور یہ خلل کہیں نہ کہیں اپنا اثر ضرور ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح شہد کی مکھی بھی جسے نہایت حقیر اور معمولی سا کیڑا سمجھ کر نظر انداز کیا جاتا ہے، کائنات میں اس کی کارکردگی بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ کائنات کی تمام اجزاء ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں تو اس سے مراد تمام مخلوقات کا ایک دوسرے پر انحصار بھی شامل سمجھا جائے۔ ایک مخلوق کی دوسری مخلوق کے لیے اہمیت بھی کسی طور نظر انداز نہیں کی جاسکتی۔ تمام قدرتی اجزا، جانور، پرندوں اور انسانوں کا آپس میں انتہائی گہرا تعلق ہے۔ اگر ہم قدرت کو جاننا چاہتے ہیں تو جاننے کے بعد قدرت کے حوالے سے ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں۔ ان قدرتی پولینیٹرز (بالخصوص شہد کی مکھی) کے بارے میں جتنا زیادہ جانیں گے، ان کی اہمیت اتنی واضح ہوتی جائے گی۔ بلاشبہ کائنات کے تمام اجزاء موتیوں کی لڑی کی مانند ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، ایک موتی کا ٹوٹنا پوری لڑی کو بکھیر سکتا ہے۔ ”کائنات میں ہر شئے کسی دوسری شئے پر

انحصار رکھتی ہے اور وہ دوسری شئے پھر کسی دوسری شئے پر اور وہ شئے کسی اور شئے پر، اور یہ سلسلہ لامتناہی ہے"(1)۔ اسی طرح دنیا کے مختلف ماحولیاتی نظام یعنی ایکو سسٹم بھی ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہوئے کام کر رہے ہیں۔ "ایکو سسٹم کا مطلب ہے وہ نظام جس کے تحت جانوروں، پودوں اور بیکٹریا سمیت تمام جانداروں کی زندگیوں کا ایک دوسرے پر انحصار ہوتا ہے" (2)۔ جب ایک ایکو سسٹم میں تمام جاندار ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ماحولیاتی نظام میں سے شہد کی مکھی کو نکالنے کے باوجود توازن قائم رہے۔ مگر بدقسمتی سے اس طرف توجہ نہیں دی جاتی، جس طرح سے انسان اس کائنات کا ایک اہم جزو اور اشرف المخلوقات میں سے ہے اسی طرح اللہ تعالی نے کائنات میں بہت سی دوسری مخلوقات کو اہمیت کا حامل قرار دیا ہے کیونکہ اللہ تعالی خود قران پاک میں فرماتے ہیں کہ ہم نے کائنات میں کوئی چیز بے مقصد اور بے فائدہ پیدا نہیں کی۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ

"اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل تماشے کے طور پر (بے کار) نہیں بنایا"(3)

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا

"اور ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو ناحق پیدا نہیں کیا"(4)

ان ایات مبارکہ سے نہ صرف شہد کی مکھی کی بلکہ کائنات کی دیگر تمام مخلوقات کی قدر واضح ہو جاتی ہے۔ جن کی موجودگی کائنات کا توازن قائم رکھنے کے لیے اشد ضروری ہے۔ جس سے زمین کا ایک مخصوص توازن قائم ہے جسے برقرار رکھنے میں حشرات بھی برابر کے شریک ہیں۔ اس طرح کائنات کے تمام اجزاء مثلاً درخت پودے جانور پرندے حشرات بغیر کسی حقیقت کے قائم نہیں ہیں۔ بلکہ ان سب کی اپنی ایک اونٹولوجی (علم وجود) ہے۔ ماحولیاتی نقطہ نظر سے ہر انفرادی مخلوق یا وجود کا اپنا ایک اونٹولوجیکل وجود ہے۔ اور ان کے وجود سے اللہ تعالی کی عظمت اور حکمت ظاہر ہوتی ہے لہذا ہر مخلوق اللہ تعالی کی نشانی کے طور پر توجہ اور غور وفکر کی مستحق ہے۔(5) یعنی یہ چیزیں بے مقصد اور بے وجہ قائم نہیں ہیں ان کی اپنی ایک حقیقت ہے جس کا ایک مکمل نظام ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ یہ اجزاء کیسے کیوں اور کس مقصد کے لیے پیدا کیے گئے ہیں ۔لہذا ہم کسی بھی چیز کو غیر ضروری اور بے مصرف سمجھنے کی حماقت نہیں کر سکتے۔ شہد کی مکھی جسے ہم بہت معمولی یا حقیر

خیال کرتے ہیں ماحول کے نظام کو چلانے میں مرکزی کردار رکھتی ہے۔ اور وہ نظام جسے یہ مکھی بغیر کسی قیمت کے سرانجام دیتی ہے اگر انسان خود اس کی ذمہ داری لے تو اس کے اخراجات لاکھوں کروڑوں میں ہوں گے۔ اسی حوالے سے لندن کے نیچرل ہسٹری میوزیم کی سینیئر کیوریٹر ڈاکٹر ایریکا میک السٹر نے بی بی سی کے پروگرام کراوڈ سائنس میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ 'اگر ہم دنیا سے تمام کیڑے مکوڑے نکال دیں تو ہم بھی مر جائیں گے (6)۔

ہم تقریبا روز بازار جاتے ہیں دیگر اشیاء کے ساتھ ڈھیروں پھل سبزیاں میوہ جات خرید کر لاتے ہیں۔ مختلف کھانے پکا کے مزے سے کھاتے ہیں۔ لیکن ہم کبھی نہیں سوچتے کہ جو چیزیں ہم خرید رہے ہیں ان کی تیاری میں کتنے عوامل کار فرما رہے ہوں گے۔ اور ایک سبزی یا پھل کو تیار ہونے میں ایک مخصوص مدت درکار ہوتی ہو گی۔ اور اس تیاری سے بھی پہلے کس طرح سے زمین تیار ہوتی ہو گی، بیج بویا جاتا ہو گا، کسان اس پر محنت کرتا ہو گا، اس کی دیکھ بھال کرتا ہو گا، اس کے بعد وہ نشوونما پاتی ہوں گی۔ اس دوران شہد کی مکھی اس پر آکر بیٹھتی ہو گی، اس کی جرگن (پولینیشن) کرتی ہو گی۔ اس دوران پھل اور سبزی کا ایک مخصوص ذائقہ بننے کے بعد ان کو کاٹا جاتا ہو گا۔ یوں مختلف مراحل کی تکمیل کے بعد فروخت کے لیے بازار میں لایا گیا ہو گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مخفی طور پر شہد کی مکھی پھولوں سبزیوں اور دیگر فصلوں کی تیاری میں کتنا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مگر اس تیاری میں یہ کردار ہم شائد ہی کبھی شمار کرتے ہیں، آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا اس لیے کہ ہم ان حشرات اور بالخوص مکھیوں کو بہت حقیر سمجھتے ہیں یا اس لیے کہ شہد کی مکھی کا کردار ہماری انکھوں سے پوشیدہ ہوتا ہے؟

اس مضمون میں شہد کی مکھی کے اسی پوشیدہ کردار پر روشنی ڈالی جائے گی۔ تاکہ اس پوشیدہ کردار کی اہمیت وضرورت اور قدر و قیمت کو اجاگر کیا جاسکے۔ جانوروں اور پرندوں کے ناپید ہونے کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ لیکن ایسی لکھت بہت کم نظر میں آئی ہے جس میں شہد کی مکھی کی معدومیت کو زیر بحث لایا گیا ہو۔ اس مضمون میں اسی حوالے سے کچھ نکات پیش کیے جائیں گے۔ مگر اس مضمون میں سائنسی تجزیہ پیش نہیں کیا جائے گا بلکہ اسلامی نقطہ نظر کے حوالے سے بات کی جائے گی۔ اگرچہ یہ عوامل بہت عام سے معلوم ہوں گے مگر ان کے اثرات گہرے ثابت ہو رہے ہیں۔ مضمون کا پہلا مرحلہ جدید انسان کی انسان مرکز سوچ اور انسانی سرگرمیوں کا شہد کی مکھی پر اثرات کے حوالے سے ہو گا۔ پھر شہد کی مکھی کی قران وحدیث کے حوالے سے اہمیت کا جائزہ لیا جائے گا۔ جہاں شہد کی مکھی صرف ایک کیڑا نہیں ہے بلکہ انسان ہی کی طرح کی ایک مخلوق ہے۔ جو کہ اس مضمون کا مرکزی نقطہ بھی ہے۔

جدید انسان اور قدرتی ماحول کی تباہی

ہم جس دور میں سانس لے رہے ہیں اسے انسان مرکز دور (اینتھروپوسین) کہا جاتا ہے۔ اس دور کا انسان خود کو بہت عظیم مخلوق تصور کرتا ہے اور جس کی پاس ایسی قوت ہے جس سے وہ قدرتی ماحول کو اپنی سوچ کے مطابق تبدیل کر رہا ہے جس کا نتیجہ سنگین ماحولیاتی بحران ہے (7)۔ جبکہ چند صدیاں پہلے خدا مرکز دور کے باسی تھے۔ جہاں انسان کا تعلق شعوری اور لاشعوری طور پر کائنات کی ان نشانیوں سے وابستہ تھا جو اپنے بنانے والے کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ گھروں میں درخت کو باعث برکت سمجھا جاتا تھا۔ اور جس گھر میں درخت ہوتا تھا وہاں شہد کی مکھیوں کا بھی بسیرا ہوتا تھا۔ جو جاتے جاتے خالص شہد انسان کو دے جایا کرتی تھیں مگر اب خال خال کہیں ایسا ہے۔ چونکہ انسان مرکز رویہ بالکل اس کے برعکس ہے ۔لہذا اب یہ گمان یقین کی حد تک مضبوط ہو چکا ہے کہ ہر چیز کا مرکز انسان خود ہے۔ انسان کی اسی سوچ نے دنیا کے قدرتی نظام میں وہ رخنہ اندازی کی ہے کہ خود انسان کا اپنا وجود خطرے کی زد میں آنے لگا ہے۔ جبکہ چند صدیاں پہلے یعنی خدا مرکز دور میں ایسا ہرگز نہیں تھا۔ اس انسان مرکز دور میں قدرتی اجزاء کو ایک مشینری کے طور پر برتا گیا۔ انسان مرکز دور میں جدید سائنس نے قدرت کے متبرک تناظر کو مجروح کر دیا ہے۔ اور اب قدرت کا استعمال دنیا میں طاقت اور دولت حاصل کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے نہ کہ اس لیے کہ قدرت کے ذریعے ہم اللہ پاک کے مخفی رازوں کو جان سکیں (8)۔ اور وقتی فائدے کو پیش نظر رکھتے ہوئے، جنگلات کو بے دریغ کاٹا گیا، زمین سے معدنیات و فوسل فیول اور دیگر قیمتی دھاتوں کو نکالنے کے لیے زمین کے سینے کو چاک کر کے بنجر کیا گیا۔ کم مدت میں خوراک کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے ادویات کا کثرت سے استعمال کیا گیا۔ جس سے شہد کی مکھیاں بری طرح متاثر ہوئی ہیں۔ اسی طرح پے درپے ایسے اقدامات کیے گئے جس سے وقتی طور پر نفع اور سہولیات تو میسر آئیں مگر زمین کے ماحولیاتی نظام (ایکو سسٹم) پر نہایت منفی اثرات مرتب ہوئے۔ دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں پر انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے موسمیاتی اور ماحولیاتی تبدیلیاں رونما ہوئی ہوں۔

ان تبدیلیوں نے ہر جاندار کی زندگی کو بلاواسطہ یا بالواسطہ طریقے سے متاثر کیا ہے۔ زمین کے تمام ماحولیاتی نظام اور ہر نظام کی نوع کو ناقابلِ تلافی ضرر پہنچایا ہے۔ زمین کی چھوٹی سی مخلوق یعنی حشرات بھی ان سرگرمیوں سے محفوظ نہیں رہے۔ شہد کی مکھی پر ماحولیاتی آلودگی مختلف طریقوں سے اثرات ڈال رہی ہے۔ بنیادی وجہ جو شہد کی مکھی کی معدومیت سے وابستہ ہے۔ وہ قدرتی مسکن کی قلت ہے۔ جدید دور کے ترقیاتی منصوبے اور کاشتکاری کے جدید طریقوں نے مکھیوں کے

قدرتی اماجگاہوں بری طرح سے تباہ کر دیا ہے۔ مکھیاں بہت سے کھو کھلے درختوں میں بھی چھتا بنا لیتی ہیں درختوں کی تیزی سے کٹائی اور جنگلات کی آگ نے ان قدرتی مساکن کو اجاڑ دیا ہے۔ پھول دار پودوں اور جنگلی مرغزاروں کی قلت نے مکھیوں کے لیے خوراک کی قلت پیدا کر دی ہے۔ جس سے ان کی بقا کا خطرہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ دوسری اہم وجہ جو شہد کی مکھی کے لیے بڑا خطرہ ہے وہ زہریلے کیڑے مار دوائیوں کا استعمال ہے۔ اگرچہ ان دواؤں کا استعمال زہریلے کیڑوں کے خلاف کیا جاتا ہے۔ لیکن ان کے شدید زہریلے پن کی وجہ سے شہد کی مکھیوں پر ان کے منفی اثرات بہت زیادہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ کیڑے مار ادویات کا استعمال جب پودوں پر کیا جاتا ہے تو وہ زہریلے مادے کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں تو جب شہد کی مکھی ان پھولوں پر بیٹھتی ہے تو زہریلا مادہ چوس لیتی ہیں جس سے شہد کی مکھی بہت کمزور ہو جاتی ہے اور وقت سے پہلے مر جاتی ہے۔ زہریلی ادویات کے استعمال سے شہد کی مکھی کو جو مسائل درپیش ہیں ان میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ ان ادویات سے شہد کی مکھی کی صحت بری طرح متاثر ہوتی ہے جس سے ان کے جسم کے مختلف اعضاء کام کرنا بند کر دیتے ہیں اور اڑنے میں دشواری ہوتی ہے ان کی ٹانگیں اور پر کمزور ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بہت ساری مکھیاں شہد کی چھتوں میں مر جاتی ہیں (9)۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پہلے کسان مختلف فصلیں کاشت کیا کرتے تھے اور شہد کی مکھی مختلف جگہوں پر بیٹھتی اور شہد اکٹھا کرتی تھی لیکن اب صرف وہی فصلیں کاشت کی جارہی ہیں جو بہت زیادہ داموں میں اور زیادہ مقدار میں بکتی ہیں فصلوں میں تنوع کم ہونے کی وجہ سے شہد کی مکھی کی زندگی بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ یہ سب نعمتیں دراصل انسان ہی کے بھلائی اور فائدے کے لیے بنائی گئی تھیں اور انسان کو ان اشیاء کو برتنے اور ان سے حاصل کرنے کی اجازت دی گئی۔ لیکن انسان کی جلد بازی اور تیزی نے ان چیزوں سے استفادہ کرتے ہوئے اتنا خستہ حال بنا دیا ہے۔ کہ اس نے ایک شر کی صورت اختیار کرتے ہوئے تباہ نتائج پیش کیے ہیں۔ اور جب انسان نے کائنات کے ان ذی روقدرتی اجسام کو نعمت سے زیادہ چیز سمجھ کر برتا تو انسان اور قدرت کے درمیان ایک خلا کا حائل ہو جانا فطری سا عمل ہے۔

شہد کی مکھی اور قدرتی ماحول

انسان کا وجود خود مختار طور پر قائم نہیں ہے بلکہ اسے بھی اپنی بقا کے لیے بہت سارے دیگر جانداروں پر انحصار کرنا پڑتا ہے ۔ خوراک لباس اور بالخصوص بہت ساری ادویات کا انحصار ایسی جڑی بوٹیوں اور جانداروں پر ہے جو تیزی سے ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔ جہاں ایک طرف بیماریوں کا علاج ڈھونڈنا مشکل تر ہوتا جا رہا ہے وہیں دوسری طرف زمین کا توازن بگڑنے سے اور مسائل جنم لے رہے ہیں۔ شہد کی مکھی کا وجود جو نہ صرف فصل کی تیاری میں مرکزی حیثیت کی حامل ہے بلکہ شہد کے

ذریعے بہت ساری بیماریوں کا علاج بھی فراہم کرتی ہے لہذا شہد کی مکھی کا وجود خود انسانی وجود کے لیے ناگزیر ہے۔ ارتھ واچ انسٹی ٹیوٹ کے مطابق اگر شہد کی مکھیاں زمین کی سطح سے غائب ہو جائیں تو انسان کے پاس زندہ رہنے کے لیے 4 سال باقی رہ جائیں گے۔ اسی ادارے نے 2017 میں شہد کی مکھی کو سرکاری طور پر زمین کا سب سے اہم جانور قرار دیا ہے (10)۔ اب جبکہ بڑھتی ہوئی آبادی اور ضروریات نے زراعت کی اہمیت میں بھی مزید اضافہ کر دیا ہے۔ زراعت میں پولینیشن کی اہمیت اور ضرورت سے بھی کسی طور انکھیں نہیں چرائی جاسکتیں۔ دراصل "پولینیشن وہ عمل ہے جس میں کیڑے مکوڑوں کے ذریعے پودوں کے بیج ایک پھول سے دوسرے پھول تک پہنچتے ہیں اور نئے پھول وجود میں آتے ہیں" (11)۔

پولینیشن ہی وہ بنیادی مرحلہ ہے جس سے فصل کا مخصوص ذائقہ تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح خوراک کی تیاری کے مراحل میں شہد کی مکھی کسان کی سی حیثیت رکھتی ہے۔ جہاں کسان بیج بوتا ہے تو پودے کی نشو ونما شروع ہوتی ہے وہیں اس پھل کے مخصوص ذائقے اور پھولوں کے ذرات ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں مکھی بھی حصہ دار ہوتی ہے۔ دنیا کی فصلوں کی بڑی تعداد پولینیشن کے لیے بہت سے حشرات اور بالخصوص شہد کی مکھی پر انحصار کرتی ہیں۔ مالیاتی لحاظ سے، وہ ہر سال اندازاً 117 بلین امریکی ڈالر اور پینتیس فیصد زرعی فصلوں کا انحصار براہ راست جرگوں پر ہوتا ہے (12)۔ بہت سارے جنگلی پودے اور دیگر فصلیں جرگن کے لیے کلی یا جزوی طور پر حشرات پر انحصار کرتے ہیں۔ ورتربریٹ اور انورتربریٹ دونوں طرح کے پولینیٹرز معدومیت کا شکار ہیں۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو بہت سی فصلیں مثلاً پھل سبزیاں گری دار میوے چاول مکئی جیسی فصلوں کے ذرائع تیزی سے بدلنے پڑیں گے۔ جس سے نہ صرف غذا کا بحران بلکہ عدم توازن کی کیفیت جنم لے گی۔ اسی طرح امریکہ میں سرفہرست 100 فصلوں میں سے تقریباً 70 شہد کی مکھیوں کے ذریعے پولینٹ ہوتی ہیں، جن میں زیادہ تر سبزیاں، پھل اور گری دار میوے جو ہم کھاتے ہیں (13)۔

اس کے ساتھ ساتھ نوے فیصد فلورایعنی پودوں کی پولی نیشن حشرات کے ذریعے ہوتی ہے جبکہ دنیا کی فصلوں کا 35 فیصد حصہ حشرات پر انحصار کرتا ہے تمام حشرات میں سے سب سے اہم شہد کی مکھی ہے جو کہ سب سے زیادہ پولینیشن کا کام کرتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ حشرات اور دیگر تمام جاندار ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور ایکو سسٹم کا اہم حصہ ہے لہذا اگر ان حشرات کو نقصان پہنچے گا تو اس کا براہ راست اثر انسانی زندگی پر بھی اثر ہو گا (14)۔ ان حوالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شہد کی مکھی کائنات کا جزو لاینفک ہے۔ اور ہماری زراعت کا ایک اہم مرحلہ ان حشرات مثلاً چونٹیوں

تتلیوں اور شہد کی مکھیوں پر انحصار کرتا ہے۔ لیکن چونکہ ہم اس مرحلے پر زیادہ توجہ نہیں دیتے اس لیے تیزی سے ختم ہوتی تتلیوں چونٹیوں اور شہد کی مکھیوں کو ہم کسی طور شمار نہیں کرتے۔ اور نہ ہی ان کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ان کی زندگی کو لاحق خطرات کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دراصل شہد کی مکھیوں اور دیگر حشرات کو انسانی سرگرمیوں سے ہی زیادہ خطرات بھی ہیں۔

اسلام قدرتی ماحول اور شہد کی مکھی

اسلام ہماری رہنمائی ناصرف دینی معاملات میں کرتا ہے بلکہ دیگر مخلوقات کے ساتھ ہمارے روایے کو بھی ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔ انسان کو رب کریم نے زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ الۡاَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَکُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰىکُمۡ ؕ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیۡعُ الۡعِقَابِ ۖ وَاِنَّہٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

ترجمہ: "اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب بنایا اور تم میں ایک کو دوسرے پر کئی درجے بلندی عطا فرمائی تاکہ وہ تمہیں اس چیز میں آزمائے جو اس نے تمہیں عطا فرمائی ہے بیشک تمہارا رب بہت جلد عذاب دینے والا ہے اور بیشک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے" (15)۔ اور ہر چیز کو ایک خاص توازن اور اعتدال کے ساتھ برتنے کی اجازت بھی دیتا ہے۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ وَّکُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا وَلَا تُسۡرِفُوۡا ۚ- اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ

ترجمہ: " اے آدم کی اولاد! ہر نماز کے وقت اپنی زینت لے لو اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا" (16)۔ مگر انسان نے زمین پر آنے کے بعد اپنے اس مقام کو فراموش کر دیا اور خود ہر چیز کا مالک بن بیٹھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ کائنات کی دیگر تمام مخلوقات کو بھی نقصان پہنچایا۔ یہ نقصان اس قدر وسیع پیمانے پر ہوا کہ اب انسان کا اپنا وجود اس کائنات میں خطرے سے خالی نہیں ہے۔ تو جہاں انسان کا اپنا وجود ہی انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے خطرے میں ہے وہاں ایک ضعیف مخلوق کیسے انسان کے شر سے محفوظ رہ سکتی تھی۔ یقینی طور پر، انسان وجود کے عظیم سلسلے میں سب سے اوپر ہے، لیکن وہ فطرت کا مالک نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں فطرت کا واحد مقصد صرف انسانوں اور ان کے مقاصد کی خدمت نہیں ہے۔(17)۔ لہذا اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے یا

ماحولیاتی تناظر سے پرکھا جائے شہد کی مکھی کا وجود کائنات کے توازن کے لیے مسلم ہے۔ اور کائنات کا ایک ایسا کردار ہے جس سے رب کائنات خود ہم کلام ہوتے ہیں اور وحی کے ذریعے زندگی گزارنے کا طریقہ سکھاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى ٱلنَّحْلِ أَنِ ٱتَّخِذِى مِنَ ٱلْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ ٱلشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ٦٨

ثُمَّ كُلِى مِن كُلِّ ٱلثَّمَرَٰتِ فَٱسْلُكِى سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنۢ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَٰنُهُۥ فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ٦٩ (18)۔

تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی کہ پہاڑوں میں درختوں میں اور لوگوں کی بنائی ہوئی بلند عمارتوں میں اپنے چھتے بنا۔ اور ہر طرح کے میوے کھا اور اپنے رب تعالی کی اسان راہوں میں جلتی پھرتی رہ ان کے پیٹ سے پینے کا شہد نکالتا ہے جن کے رنگ مختلف ہیں اور جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت بڑا نشان ہے (19)۔

ان آیات قرآنی میں اللہ تعالی خود شہد کی مکھی کی طرف بالکل اسی طرح وحی فرمارہے ہیں جس طرح سے پیغمبر ان کی طرف کی جاتی تھی۔ اور بالکل اسی طرح سے شہد کی مکھی کو زندگی کا لائحہ عمل دیا جارہا ہے جس طرح انسان کو ایک مکمل ضابطہ حیات دیا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شہد کی مکھی کوئی معمولی سی چیز یا حقیر سی مخلوق نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کی امت میں شامل ہے۔ اور ایک امت ہوتے ہوئے دوسری امت کو ضرر پہنچانا کسی طور پر روا نہیں۔ حدیث میں بھی اس رویئے کی ممانت کی گئی ہے۔ ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک چیونٹی نے ایک پیغمبر کو کاٹا۔ انہوں نے حکم دیا سارا بل چیونٹیوں کا جلا دیا گیا تو اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی تجھے ایک چیونٹی نے کاٹا اور تو نے ایک امت کو مار ڈالا جو پاکی بیان کرتی تھی اپنے رب کی“(20)۔ قران پاک میں بھی ان قدرتی اجزاء کے لیے امت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے ان کی اہمیت مقام و مرتبہ اور بھی بلند ہو جاتا ہے۔

وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا طَٰٓئِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُم مَّا فَرَّطْنَا فِى ٱلْكِتَٰبِ مِن شَىْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ

"اور زمین میں چلنے والا کوئی جاندار نہیں ہے اور نہ ہی اپنے پروں کے ساتھ اڑنے والا کوئی پرندہ ہے مگر وہ تمہاری جیسی امتیں ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں کسی شے کی کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ پھر یہ اپنے رب کی طرف ہی اٹھائے جائیں گے"(21)۔

قران کی یہ آیات اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ ہر ذی روح مثلا درخت پودے پرندے حشرات نہ صرف اللہ تعالی کی مخلوق ہیں بلکہ امت ہیں جس سے ان کی اہمیت اور زیادہ ابھر کر سامنے اتی ہے۔ لہذا یہ عمل کسی طور پر بھی جائز نہیں کہ ہم ان مخلوقات سے بھلائی اور مفاد حاصل کریں تو دوسری طرف ایسی سرگرمیاں جاری رکھیں جس سے ان کا زندہ رہنا محال ہو جائے۔ لہذا جب بھی ہم شہد کی مکھی کے یا دیگر جانداروں کے حقوق کو پامال کرتے ہوئے اپنا مفاد حاصل کرتے ہیں۔ تو گویا ہم ایک امت کے حقوق کو پامال کر رہے ہوتے ہیں۔ اور جب ہم ان مخلوقات کو مارتے ہیں تو دراصل ہم اللہ کی عبادت میں مشغول ایک زبان کو بند کرنے کی جسارت کر رہے ہوتے ہیں

شہد کی مکھی اسلامی نقطہ نظر سے نا صرف ایک مخلوق یا تخلیق ہے بلکہ جزوی طور پر ایک مکمل نظام ہے جس سے انسانوں جانوروں اور نباتات کی زندگی سے بالواسطہ یا بلاواسطہ جڑی ہوئی ہے اور ان کے جڑے ہونے سے ایک توازن اور اعتدال قائم ہے جس میں اللہ تعالی کی حکمت اور نشانیاں موجود ہیں۔ انسان اور فطرت کے درمیان حد بندی نہیں ہے وہ خدا کی نشانیوں کے طور پر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے پر منحصر ہیں(22)۔

ایسے بہت سارے اقدامات ہیں جن پر عمل کر کے کم از کم شہد کی مکھی کی معدومیت کی رفتار کو کم کیا جا سکتا ہے۔ اس میں پہلا قدم شہد کی مکھیوں کو پناہ گاہ کا تحفظ دے کر اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور مکھیوں کے لیے مصنوعی گھر اپنے باغیچے میں لگا کر انفرادی سطح پر مکھیوں کو ایک چھوٹی سی پناہ گاہ فراہم کی جا سکتی ہے۔ جہاں موسم بہار اور موسم گرما میں مکھیاں بسیرا کر سکیں گیں۔ اس سلسلے میں دوسرا قدم جو اٹھایا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ کیڑے مار ادویات کا استعمال حتی الامکان کم کیا جائے۔ اور اس کی جگہ نیم کے پودے بطور کھاد استعمال کیئے جائیں۔ اس کے علاوہ گھر میں متنوع ایسے پودے اور پھول لگائے جائیں جو سال کے مختلف اوقات میں کھلتے رہتے ہیں۔ اور لوگوں میں ایسی اگاہی مہم چلائی جائیں کہ جنگل کا ماحولیاتی نظام کم سے کم متاثر ہو۔ اور ان سب سے بڑھ کر قدرت اور انسان کے روایتی رشتے کو دوبارہ سے بحال کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسا رشتہ

جو کائنات کی تمام مخلوقات کو اللہ تعالی کی نشانیاں جانتے ہوئے دیکھتا اور برتتا ہے ان سے روحانی تسکین حاصل کرتا ہے۔ اور اگر اس تعلق کو بحال کرنے میں اکیسویں صدی کا انسان کامیاب ہوتا ہے تو دراصل یہی انسان کی اصل کامیابی ہو گی۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو شہد کی مکھی ہمارے قدرتی ماحول کا لازمی حصہ ہے شہد کی مکھی نہ صرف ہمارے نظام خوراک کے لیے اہمیت کی حمل ہے بلکہ ہمارے ایکو سسٹم کو چلانے میں بھی نہایت اہمت کی حامل ہے۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ جدید انسان کی دولت مرکز اور طاقت مرکز سوچ نے قدرتی ماحول کے توازن کو بہت بگاڑ دیا ہے۔ جس کا براہ راست اثر شہد کی مکھی پر ہوا ہے۔ قرآنی تعلیمات کے تناظر میں شہد کی مکھی اور بہت سارے حشرات، پرندوں اور جانوروں کی طرح اللہ پاک کی امت ہے۔ اگر ہم اس کو اللہ کی امت والا درجہ دیں تو نہ صرف شہد کی مکھی تو تحفظ دے سکیں گے بلکہ مستقبل میں ہونے والے قدرتی ماحول کی تباہی کو بھی روک سکیں گے۔

حوالہ جات

(1) گوپی چند نارنگ، غالب معنی آفرینی، جدلیاتی وضع، شونیتا اور شعریات، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور 2013، ص، 91۔

(2) https://www.bbc.com/urdu/science-51147261

(3) سورۃ الأنبیآء، 16:21

(4) سورۃ ص، 27:38

(5) Ibrahim Ozdemir, "Toward an Understanding of Environmental Ethics from a Qur'anic Perspective," in *Islam and Ecology: A Bestowed Trust*, Edited by Richard C. Foltz, Frederick M. Denny and Azizan Baharuddin (Cambridge: Harvard University Press, 2003), pp. 3-37, p11

(6) https://www.bbc.com/urdu/science-51147261

(7) Paul j . Crutzen , "Geology of mankind : the Anthropocene", Natuure , Vol.415. (January 2002), p23.

(8) Seyyed Hossein Nasr, Man and Nature: The Spiritual Crisis in Modern Man (London – Boston – Sydney– Wellington: Unwin Paperbacks, 1990, first published in 1968), p. 6.

(9) Ekin Varol, "The Effects of Environmental Problems on Honey Bees in View of Sustainable Life," Mellifera 2019, 19 (2), pp. 23-32, p.25.

(10) https://www.baytalfann.com/post/celebrating-the-bee-in-islam

(11) https://www.bbc.com/urdu/science-51147261

(12) Y. Le Conte (1) & M. Navajas, "Climate change: impact on honey bee populations and diseases," *Rev. sci. tech.* Off. int. Epiz., 2008, 27 (2), pp. 499-510, p. 500.

(13) "How Honeybees — and Humans — Are Being Stung by Environmental Problems," Written by Knowledge at Wharton Staff, September 15, 2016.

Knowledge at Wharton Podcast.

https://knowledge.wharton.upenn.edu/podcast/knowledge-at-wharton-podcast/how-honeybees-are-being-stung-by-environmental-problems/

(14)Jennifer Marshman, Alison Blay-Palmer and Karen Landman, "Anthropocene Crisis: Climate Change, Pollinators, and Food Security," *environments* 2019, 6, 22, pp. 1-16, p. 1.

(15) سورۃ الانعام، آیت نمبر:165

(16) سورۃ الاعراف آیت نمبر:31

(17) Ozdemir, "Toward an Understanding of Environmental Ethics from a Qur'anic Perspective, p25

(18) سورۃ نحل آیات نمبر 68،69

(19) علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ، تفسیر ابن کثیر اردو، تعمر انسانیت، صفحہ نمبر:152،

(20) امام عبد الرحمن نسائی، سنن نسائی شریف، جلد سوئم، مترجم علامہ وحید الزمان، صفحہ نمبر 220،

(21) سورۃ انعام آیت38

(22) Ozdemir, "Toward an Understanding of Environmental Ethics from a Qur'anic Perspective, p.22.